48

خدا کا فضل اپنے ساتھ تکالیف بھی رکھتا ہے

(فرمودہ ۲۵- مارچ ۱۹۳۲ء)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

چونکہ مجلس شوریٰ کی وجہ سے نماز جمع ہوگی اور اس وقت بارش بھی ہو رہی ہے جسکی وجہ سے خطبہ کو اور بھی مختصر کرنے کی ضرورت ہے اس لئے میں اس وقت ایک چھوٹے سے خیال کے متعلق جو ابھی مجھے اس مجلس کی حالت اور بارش کے نظارے کو دیکھ کر دل میں پیدا ہوا ہے' نہایت مختصر سا مضمون بیان کرنا چاہتا ہوں۔

بارش اللہ تعالیٰ کے فضلوں میں سے ایک بہت بڑا فضل ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ اگر ایک عرصہ تک بارش نہ ہو تو باوجود نہروں کے ملک میں قحط کے آثار نظر آنے لگتے ہیں۔ کیونکہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے دریاؤں کے پانی خشک ہو جاتے ہیں اور نہریں چونکہ دریاؤں پر ہی انحصار رکھتی ہیں اس لئے دریاؤں کا پانی خشک ہوتے ہی نہریں بھی خشک ہو جاتی ہیں اور دریا خود بارش پر انحصار رکھتے ہیں کیونکہ ان کا پانی بھی پہاڑوں کی چوٹیوں سے جہاں برف جمی ہوتی ہے آتا ہے۔ اور برف پہاڑی بارش کا ہی نام ہے۔ پس درحقیقت تمام دنیا کا انحصار اس بارش پر ہے۔ نہ صرف ظاہری کھیتوں اور پھلوں کا بلکہ حیاتِ انسان کا مدار بھی پانی پر ہی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ[1] ہم نے ہر چیز کو پانی کے ذریعہ زندگی بخشی ہے۔ لیکن باوجود اتنے فضل والی چیز کے جس وقت بارش نازل ہوتی ہے' کس طرح لوگ سمٹ سمٹ کر چھوٹی سے چھوٹی جگہوں میں جمع ہو جاتے ہیں۔ وہ خدا کی وسیع زمین جو اس لئے اس نے بنائی ہے تاکہ انسان اس میں پھرے اور اپنی دماغی اور جسمانی اور روحانی صحت حاصل کرے' وہ تمام زمین

اس وقت تنگ ہو جاتی ہے۔ اور لوگ انسانوں کی بنائی ہوئی چیزوں کے نیچے پناہ لینا شروع کر دیتے ہیں۔ ہمیں اس سے ایک سبق ملتا ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل جب بھی نازل ہوں وہ اپنے ساتھ کچھ تکالیف کے پہلو بھی رکھا کرتے ہیں۔ اور جتنا جتنا اس کا فضل وسیع ہو اتنا ہی ان تکالیف کا دائرہ بھی وسیع ہوتا چلا جاتا ہے۔ بارش اگر سو میل کے اندر اندر ہو رہی ہو گی تو سو میل کے اندر جس قدر لوگ ہوں گے' انہیں کچھ نہ کچھ تکلیف پہنچے گی اور اس کی وجہ سے ان کے کاموں میں کچھ نہ کچھ ابتری پیدا ہو جائے گی۔ لیکن یہی بارش اگر ہزار میل کے اندر ہو تو ہزار میل کے اندر کے لوگ اس سے متاثر ہوں گے۔ پس جب بھی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فضل نازل ہوتے ہیں' ان کے ساتھ دو قسم کی ہی تکالیف نازل ہوا کرتی ہیں۔ ایک قسم کی تکلیف منکروں کے لئے ہوتی ہے اور ایک قسم کی تکلیف ماننے والوں کے لئے چنانچہ اس بارش کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے دوسری قسم کی تکالیف کا ذکر فرمایا ہے اور پہلے ہی پارہ میں اَوْ کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیْهِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ [۲] کی مثال دے کر بتایا ہے کہ جب بارش آتی ہے تو اس کے ساتھ ہی بجلی اور کڑک بھی ہوتی ہے جو شخص بزدل ہوتا ہے بہت دفعہ بجلی کے کڑکنے سے اسے نقصان پہنچنے کا احتمال ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ بجلی گر کر مالی یا جانی نقصان بھی پہنچا دیتی ہے۔ اور جو بزدل نہیں ہوتا وہ اپنے گھر میں بیٹھ جاتا ہے یا جو زمیندار ہوتے ہیں انہیں کھیتوں میں جانا پڑتا ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس قدر فضل نازل ہوتے ہیں وہ اپنے ساتھ کچھ مصائب کے پہلو بھی رکھا کرتے ہیں تاکہ جو کمزور لوگ ہوں وہ اس الٰہی فضل میں حصہ نہ لے سکیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی لئے فرمایا ہے کہ جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ میرا راستہ آسانی سے عبور ہو سکے گا' وہ عبث دوستی کا دم بھرتے ہیں۔ انہیں کیا معلوم کہ میرے سامنے کون کون سے پر خطر بادیہ درپیش ہیں۔ میرے ساتھ وہی شخص چل سکتا ہے جو یہ خیال نہ کرے کہ اسے پھولوں کی سیج پر سے گزرنا پڑے گا بلکہ وہ یقین رکھے کہ اسے کانٹوں اور دشوار گزار گھاٹیوں کو عبور کرنا ہوگا۔ [۳]

پس وہی شخص اللہ تعالیٰ کے انعامات سے حصہ لے سکتا ہے جو ہر قسم کی تکالیف کو برداشت کرنے اور ہر قسم کی قربانیاں کرنے کے لئے تیار رہے۔ جب بارش بھی جو اللہ تعالیٰ کے اور عظیم الشان انعامات کے مقابلہ میں کوئی زیادہ حیثیت نہیں رکھتی' اپنے ساتھ تکلیفوں کا پہلو رکھتی ہے اور یہ بھی تھوڑی دیر کے لئے ہمارے کاموں کے دائرہ کو محدود کر دیتی ہے تو اس سے زیادہ فضل اپنے ساتھ کس قدر تکالیف نہ رکھیں گے۔ پس ہماری جماعت کے دوستوں کو ہمیشہ یہ امر مد نظر

رکھنا چاہئے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بننا چاہتے ہیں تو وہ ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے آمادہ اور تیار رہیں۔ ایک تھوڑی سی بارش جسے دنیا میں لاکھوں افراد کو زندگی عطا کرنی ہوتی ہے اپنے ساتھ تکالیف رکھتی ہے تو وہ فضل جس نے کروڑوں افراد کو اللہ تعالیٰ کے پیاروں میں شامل کرنا ہے اور وہ جنگ جس نے صدیوں تک بے شمار لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی حکومت میں داخل کرنا ہے' اپنے ساتھ کتنی تکالیف اور کس قدر خونریزی نہ رکھے گی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ وہ خونریزی اپنی طرف سے ہو یا دشمنوں کی طرف سے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور ابتلاء کے ہو۔ کیونکہ کبھی آسمانی ہاتھوں سے تکالیف پہنچتی ہیں اور کبھی بندوں کے ہاتھ سے۔ جب اللہ تعالیٰ ایسے احکام دیتا ہے جنہیں مخلص لوگ مانتے ہیں تو اس سے انہیں تکلیفیں پہنچتی ہیں اور کبھی دشمنوں کو ان پر مسلط کر دیا جاتا ہے۔ لیکن بہرحال جب یہ یقین ہو کہ یہ تکلیفیں ایک عظیم الشان فضل کا پیش خیمہ ہیں تو کوئی عقلمند آدمی ان تکالیف پر کُڑھتا نہیں۔ کبھی تم نے دیکھا کہ کوئی شخص اس بات پر ناراض ہو کہ بارش تو ہوئی مگر مجھے اپنے گھر میں بیٹھنا پڑ گیا یا میرے کپڑے بھیگ گئے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے بارش اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس فضل کے ساتھ تکلیف کے پہلو بھی لگے ہوئے ہیں۔ جب انسان معمولی بارش سے یہ سبق حاصل کرتا ہے تو غور کرو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا کی آخری بارشوں میں سے ایک بارش ہیں اور جو بارش اس لئے برسائی گئی ہے تاکہ ایمان کی کھیتی کو ترقی ہو اور کفر کا بیج نابود ہو جائے' وہ اپنے ساتھ کس قدر صعوبتیں نہ رکھے گی اور اس کے لئے کتنی بڑی قربانیوں کی ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔ پس اپنے آپ کو قربانیوں کے لئے تیار کرو اور ان تکالیف کو زحمت کی بجائے اللہ تعالیٰ کی رحمت یقین کرو اور خوش ہو کہ باوجود اس کے کہ تمہیں تکلیفیں پہنچ رہی ہیں پھر بھی اللہ تعالیٰ نے تمہیں عظیم الشان نعمت دی۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ ایسا مبارک ہے کہ اس کے دیکھنے کے لئے پہلے انبیاء بھی اپنے دلوں میں حسرتیں لے گئے۔ کیونکہ یہ محمدی نور کی بعثتِ ثانیہ کا زمانہ ہے اور محمدیؐ نور کو پہلے تمام نوروں پر فضیلت تامہ حاصل ہے۔ محمدیؐ انوار کا جو پہلا بعث تھا اس میں اللہ تعالیٰ نے ہدایت کو تکمیل تک پہنچایا اور یہ وہ زمانہ ہے جس میں مقدر ہے کہ ہدایت کی اشاعت تکمیل تک پہنچے۔ پس ایسی عظیم الشان برکات والے زمانہ میں اگر تمہیں کچھ تھوڑی بہت تکالیف پہنچی ہیں تو یہ حقیقت ہی کیا رکھتی ہیں۔ میں ان تکالیف کو تھوڑی بہت اس لئے کہتا ہوں کہ پہلے زمانہ میں لوگوں نے ان سے بہت زیادہ قربانیاں کی ہیں۔

پہلے زمانہ میں ہزاروں آدمیوں کو بے دریغ قتل کردیا جاتا تھا لیکن آج اگر کسی کو معمولی تکلیف بھی پہنچائی جائے تو ساری دنیا میں شور پڑ جاتا ہے۔ افغانستان میں ہی ہمارے چند آدمی شہید کئے گئے۔ آج تک ہماری جماعت اس پر فخر کرتی ہے۔ حالانکہ پہلے زمانہ میں اس طرح بہت سے لوگ شہید کئے گئے۔ پس کبھی بھی اپنی قربانیوں کو بڑھا کر بیان نہ کرو بلکہ دل میں یہ خواہش پیدا کرو کہ تم جس قدر قربانی کرچکے وہ کم ہے اور آئندہ اس سے زیادہ قربانیاں کرنے کے لئے تیار رہو۔ مگر اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرنی چاہیئے تا وہ اس عظیم الشان انعام کے مقابلہ میں ہمارے دلوں میں تبدیلی بھی پیدا کردے اور ہر روز جو ہم پر چڑھے ہماری قربانیوں میں اضافہ ہی ہوتا چلا جائے۔

(الفضل ۳۔ مارچ ۱۹۳۲ء)

۱؎ الانبیاء: ۳۱

۲؎ البقرۃ: ۲۰

۳؎